حضرت جی نور اللہ مرقدہٗ

میرے تاجدار چلے گئے

حضرت جی رحمہ اللہ

وہ حسین، وہ بحرِ علومِ دیں

میرے تاجدار چلے گئے

مفتی حماد فضل

— تقریظ —

ولی کامل، رہبر شریعت، محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا

پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ طٰہٰ، دار النور اکیڈمی

مفتی دار الافتاء جامعہ طٰہٰ

Ms.IBF,CSAA (AAOIFI)

انتساب

مرشدی وسیدی پیارے حضرت جی

مولانا حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ

کے نام

فہرست مضامین

وہ حسین، وہ بحرِ علومِ دین

میرے تاجدار چلے گئے

وہ کانِ عشق کے تاجور چلے گئے

کہا تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے تھا کہ "بنام دوست سر بستم"، مگر ہم فقیروں نے دیکھا اس تاجدار کو تھا، جنہوں نے دوست کے نام پر صرف سر نہیں، جسم و جان ایسے نچھاور کئے کہ نہ آرام دیکھا نہ صحت۔ وہ دُکانِ عشق نہیں، کانِ عشق تھے۔ عشقِ الٰہی کی کان و معدن۔ جس سے ہزاروں، لاکھوں نہیں، کروڑوں لوگ فیض یاب ہوئے۔

حدیث مبارکہ میں لوگوں کو معادن (کانوں) سے تشبیہ دی گئی ہے [1]۔ یعنی خوبیوں اور صفات کے لحاظ سے۔ اور میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ بھی سونے اور ہیروں کی کان کے بمنزلہ ان صفات کے حامل تھے کہ جب دین میں بڑھے تو صرف بڑھے نہیں، وہ دوڑتے چلے گے بلکہ تصوف وسلوک میں ان کی پرواز کی مثل اس زمانے میں کوئی نہیں۔

حدیث مبارکہ میں ساتھ میں شرط "اذا فقھوا" بیان کی گئی۔

---

① البخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری (۔ بیروت: دار طوق النجاۃ ط ۱۴۲۲) باب المناقب۔ جلد ۴ ص ۱۷۸

میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ وہ شریعت و طریقت کے شناور تھے، تو عصری و دنیاوی علوم میں بھی اپنی مثال آپ تھے، اور کمال یہ تھا کہ جو اس پارس سے مس ہوتا گیا وہ نکھرتا گیا، بنتا گیا، پاتا گیا۔ ؎

میرے محبوب ! میرے رہنما!
میرے سر کے تاج!
میرے مرشد ! میرے سردار!
میرے پیارے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ!

جو اللہ کی محبت کے ترانے اور صدائیں لگاتے، دلوں میں اللہ کی محبت کا بیج بوتے، اسے سنوارتے، نکھارتے، اپنے محبوب حقیقی کے پاس چلے گئے۔ مگر ہم فقیر اپنے دلوں کو کیا کریں کہ دل و نگاہ کو اب بھی یقین نہیں آ رہا۔ وہ مجددِ وقت، وہ قطبِ دوراں، وہ مہ جبین، وہ سخنور، وہ سخن شناس، وہ نباضِ زمانہ، وہ عطا شعار چلا گیا۔ ؎

بہیں کیوں نصیر نہ اشکِ غم رہے کیوں نہ لب پر میرے فغاں
ہمیں بے قرار وہ چھوڑ کر سر راہ گزار چلا گیا

جانا ہر ایک نے ہے اور بے شک ہم اپنے سچے رب کے فیصلے پر راضی۔ ہاں! ہاں! دل و جان سے اس محبوبِ حقیقی کے فیصلے پر راضی۔ لیکن دل و نگاہ کا غمگین ہونا فطری اور مسنون۔ پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو جب عشاق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جدائی پر آنسو بہاتے دیکھا، اور جب آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ۔[1]

بے شک آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہوتا ہے اور اے ابراہیم! بے شک ہم آپ کی جدائی سے غمگین ہیں۔

ہمارا حال بھی یہی ہے۔ کہ دل غم سے پارہ پارہ ۔

اے دل بے قرار چپ ہو جا
جا چکی ہے بہار چپ ہو جا
جا چکا کاروان لالہ و گل
اڑ رہا ہے غبار چپ ہو جا

آہ! کیسے لکھوں اس ہستی کا مرثیہ؟

آہ! دامت برکاتہم سے نور اللہ مرقدہ کا سفر۔ دل پاش، پاش! جگر لہو، لہو ۔

دل زخم زخم لوگو! کوئی ہے جسے دکھائیں
کوئی ہم نفس نہیں ہے، غم جاں کسے سنائیں
یکایک جو چھا گئی ہیں، غم و درد کی گھٹائیں

① البخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری (۔بیروت: دارطوق النجاۃ ط ۱۴۲۲) باب حمل الرجال الجنازہ، جلد ۸۳

گیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئیں فضائیں
اٹھا سائبان شفقت ، بڑی تیز دھوپ دیکھی
نہیں دور دور چھاؤں ، کہاں اپنا سر چھپائیں
رہ زندگی کی مونس ، انہی محسنوں کی یادیں
شب زیست کے ستارے ، وہ خلوص کی دعائیں
وہ رفاقتوں کی راتیں ، وہ ہر اک سے دل کی باتیں
گئے دور کے وہ قصے ، ہمیں یاد کیوں نہ آئیں

ان سے کروڑوں لوگ فیض یاب ہوئے لیکن حقیقت یہ ہے اکثرلوگوں نے ان کے بہت سے اوصاف کو پہچانا نہیں۔ وہ اس زمانے میں اپنی مثال آپ تھے۔ اللہ جل شانہ نے ان میں ایسے عجیب اوصاف رکھے تھے کہ تصوف کے میدان میں ایسی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی جو دنیاوی و دینی علوم کے حامل ہوتے ہوئے، مضامینِ تصوف پر اعلی درجہ کی مہارت رکھتے ہوئے، اتنی قوی نسبت کے حامل ہوں اور ڈاکٹرز، انجینئرز، بیوروکریٹس، کی بڑی تعداد کو شریعت و تزکیہ و احسان سے جوڑتے ہوئے انہیں علوم دینیہ پر ڈال دیں اور اسکے ساتھ ساتھ علماء طلباء کی کئی گنا بڑی تعداد میں اصلاح وارشاد کی محنت کرتے ہوئے انہیں اللہ جل شانہ کی محبت کے جام پلاتے چلے جائیں۔ جو نہ صرف پاکستان، بلکہ امریکا، برطانیہ آسٹریلیا، کینڈا، انڈیا بنگلہ دیش، افغانستان برما، وسطی ایشائی ریاستیں، سعودیہ قطر، اردن موزمبیق، دبئی، ایران،

عمان، ملائیشیا ساوتھ افریقہ، زیمبیا، میں اللہ کی محبت کے زمزمے، اس کی دین کی دعوت کے لئے قریہ قریہ پھر چکے ہوں۔ستر ممالک میں وہ دین کی دعوت کے لئے تشریف لے گئے۔ کہاں، کہاں نہیں ان کے فیض یافتگان اور خلفاء ۔لوگوں! تمہیں علم نہیں کیسا انمول ہیرا چلا گیا۔

ہوا ہے تجھ سے بچھڑنے کے بعد یہ معلوم
کہ تو نہیں تھا ترے ساتھ ایک دنیا تھی

یہ مبالغہ نہیں۔یہ حقیقت ہے جس پر آگے چل کر بندہ تفصیل سے کچھ عرض کرتا ہے۔اور حقیقت میں یہ وہ تجدیدی کام تھا جس کی اس زمانے کو اشد ضرورت تھی۔

وہ ان گنت خوبیوں کا مرقع تھے۔ انکا اخلاق، انکا تقوی، ان کی للّٰہیت، ان میں شدید ترین اللہ جل شانہ کی محبت کی آگ ایک طرف ان کا انجینئر ہونا۔ دوسرا طرف انکا عالم باعمل ہونا۔صرف عالم نہیں۔ وہ راسخ فی العلم تھے جس پر شاھد، انکا عامل بالسنہ اور تقوی اور جمیع کتب۔

وہ تفسیر دل کے حامل تھے جو بارگاہ رسالت ﷺ میں صاحب حضوری اور مقرب تھے۔ ان میں اعلی درجہ کا مجاھدہ اور استقامت تھی علومِ دینیہ سے جنون کی محبت تھی۔ جو بھی ان کے قریب ہوتا وہ اسے علم دین سے جوڑتے۔ اور جو جو قریب ہوتا وہ حرمین شریفین کی حاضری کا شرف پا لیتا۔ یہ عجیب کرامت تھی۔خود وہ عاشقِ حرمین تھے۔ ڈائیلسز سے پہلے تک پابندی سے ہر سال حج پر جاتے اور عمرہ پر تو اتنی کثرت سے تشریف لے جاتے کہ کئی احباب نے بندہ سے پوچھا کہ کیا آپ کے شیخ حرم ہی میں رہتے ہیں وہ اس قحط الرجال میں وہ مینارہ نور تھے جو اپنی تابانیوں سے ایک عالم کو منور کر گئے۔

لاکھوں ہی مسافر چلتے ہیں منزل پہ پہنچتے ہیں دو ایک
اے اہل زمانہ قدر کرو نایاب نہ ہوں کم یاب ہیں ہم

بندہ اب ترتیب وار حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے اوصاف جمیلہ پر کچھ عرض کرتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ انکی شخصیت اس سے بہت بلند تھی۔

حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے امتیازی اوصاف

دینی و دنیاوی علوم کا حصول و امتیازات

حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے علومِ دینیہ میں درسِ نظامی کی اہم، اہم کتب سبقاً، سبقاً مستند اساتذہ کرام سے پڑھیں۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے صرف ونحو کے اساتذہ کرام میں مفتی ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، اور امام الصرف والنحو مولانا اشرف شاد رحمۃ اللہ علیہ، فقہ کی کتب میں اساتذہ مولانا امین کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ عربی ادب کے اساتذہ میں شیخ الحدیث مولانا حبیب اللہ دامت برکاتہم، ترجمہ وتفسیر مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ، اور اسکے بعد سبقاً، سبقاً صحاحِ ستہ کی کتب کو مکمل پڑھا۔ اساتذہ میں حافظ البخاری مولانا جعفر دامت برکاتہم، شیخ الحدیث مولانا حبیب اللہ دامت برکاتہم و دیگر شامل ہیں۔

عصری علوم میں انہوں نے یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور سے الیکٹریکل انجینئرنگ کی۔ لمز یونیورسٹی سے (HR Management) میں کورس کیا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے کورسز فرمائے۔ یہاں اس تفصیل کو بیان کرنا مقصود نہیں۔ یہ تفصیل ”حالات

فقیر“ میں موجود ہے۔ فی الوقت کچھ پہلوؤں کے حوالے سے بندہ عرض کرنا چاہتا ہے۔

01 - تحصیل علم اور طلب صادق

حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے جب حفظ کیا تو علوم دینیہ کی تحصیل کا شوق اسی وقت ہوا لیکن گھر والوں نے دنیاوی تعلیم پہلے مکمل کرنے کو کہا۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ سبقاً سبقاً درسِ نظامی کی اہم کتابیں پڑھیں۔ اس زمانے میں اس کا تصور بھی نہیں تھا کہ دنیاوی علوم کے ساتھ، ساتھ اس طرح درس نظامی کی کتب بھی پڑھی جا سکتی ہیں یہ ہمارے حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا شدید شوق اور طلبِ صادق کی علامت تھی۔ کہ دنیاوی مصروفیت کے ساتھ ساتھ دینی علوم کو خوب محنت سے حاصل کیا۔

02 - علم دین، علماء اور طلباء سے محبت

حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا یہ امتیاز تھا کہ نہ صرف خود دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم کو حاصل کیا بلکہ ان گنت مریدین کو بھی علوم دینیہ پر ڈالا۔ اس پر تفصیلی کلام بندہ آگے عرض کرتا ہے۔ مدارس دینیہ، طلباء، علماء سے خصوصی محبت فرماتے اور ہمیشہ فرماتے کہ یہ مدارس دین کے مراکز ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں جہاں ایک بڑی تعداد علماء اور مفتیان کی نظر آتی ہے وہاں بے شمار وہ پروفیشنل ڈگری ہولڈرز بھی نظر آتے ہیں جو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے جڑنے کے بعد باقاعدہ عالم بنے۔

03 - تدریسِ تصوف پر عبور

حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے تحصیلِ علم دین میں مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے فقیہ

سے بھی پڑھا۔عمدہ الفقہ انکی تالیف ہے جسے حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے ان سے سبقاً، سبقاً پڑھا۔ حضرت مولنا شاہ صاحب، رحمۃ اللہ علیہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے شیخِ اول بھی تھے۔ بہت پائے کے مصنف اور عالی نقشبندی نسبت کے حامل تھے۔ مکتوباتِ معصومیہ کے مترجم اور مکتوباتِ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے شناور تھے۔ ہمارے حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے تصوف کے مقامات اور مکتوبات حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خوب پڑھے، سمجھے اور سیکھے۔ نہ صرف سیکھے بلکہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا یہ امتیاز تھا کہ نقشبندی اسباق کو اس زمانے میں جس تفصیل سے آپ نے بیان کیا اس کی کوئی مثال نہیں۔ چنانچہ سلوک کے مقامات اور اسباق کی تفصیل پر حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی 4 کتب ہیں۔

01 - زبدۃ السلوک

02 - معارف السلوک

03 - مدارج السلوک

04 - مقامات سلوک

حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے صرف ان کو تحریر ہی نہیں فرمایا بلکہ جس وقت جھنگ اجتماع مدینہ مسجد، بازار کھیتیاں والا میں ہوا کرتا تھا تو اجتماع کے بعد ایک دن حضرت جی نور اللہ مرقدہ اسباق کو بیان فرمایا کرتے۔ اس کے علاوہ کئی خصوصی مجالس میں بھی بیان فرماتے۔ مکہ مکرمہ میں 2008 کے حج میں حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی اسی قسم کی خصوصی مجالس میں بندہ بھی شریک ہوتا رہا۔ عجب اسرار و رموز حضرت جی نور اللہ مرقدہ ان مجالس میں بیان فرماتے۔

جیسا کہ بندہ نے عرض کیا کہ اس وقت کوئی بھی شیخ، راقم کے علم میں ایسے نہیں گزرے جنہوں

نے نقشبندی اسباق کو اس قدر تفصیل سے کھول کھول کر بیان کیا ہو۔

04 - علم میں رسوخ

حضرت جی نور اللہ مرقدہ راسخ فی العلم تھے۔ ان کے بیانات ان کی کتب ان کی وسعت مطالعہ اس پر شاہد ہیں۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے اندازِ بیان پر الگ عنوان سے آگے عرض کروں گا ان شاء اللہ۔ عربی تفاسیر، عربی کتب کو خوب مطالعہ فرماتے۔ اور ان سے موتی چن چن کر بیان فرماتے۔ کتب اور طرزِ تحریر پر بندہ آگے عرض کرے گا۔ فی الوقت اتنا عرض کرنا مقصود ہے کہ امامُ الصرف والنحو، مولانا اشرف شاد رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلّم نے حضرت جی نور اللہ مرقدہ میں اعلی درجے کی علمی استعداد پیدا کر دی تھی۔ ایک تو انتہا درجے کے ذہین، پھر حافظہ بے انتہا قوی۔ دوسرے انتہائی قابل اساتذہ سے تحصیل علم، پھر نسبت کا عالی اور قوی نور۔ گویا ''نورٌ علی نور'' کا مصداق بن گئے۔

05 - مجمع البحرین

حضرت جی نور اللہ مرقدہ، مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا خواجہ غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و معارف کا مجمع البحرین تھے۔ چنانچہ ایک طرف تصوف کے اسرار و رموز کا القا من جانب اللہ تھا اور دوسری طرف علومِ تفسیر اور تفسیر کا شغف جو حضرت مولانا خواجہ غلام حبیب رح سے حضرت جی نور اللہ مرقدہ میں منتقل ہوا۔

06 - تحصیل علم میں ممتاز

حضرت جی نور اللہ مرقدہ دینی و دنیاوی علوم کی تحصیل میں ہمیشہ ممتاز رہے۔ حافظہ ماشاءاللہ،

بہترین تھا۔مرشدِ عالم، حضرت خواجہ غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان دس سال پہلے سنااور دس سال بعد جب بیعت ہونے گئے تو مِن وعَن سنا دیا۔حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے۔ ایک موقعہ پر مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مریدین کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ "تم لوگ مرید ہو اور ذوالفقار میری مراد"۔

علومِ دینیہ میں امامُ الصرف والنحو سے انعام حاصل کیااور جو کتاب پڑھی، سبقاً، سبقاً بہترین پڑھی اور مطالعہ سے استاد کو سنائی۔ علومِ دینیہ کی تحصیل 20 سال کے عرصہ میں صرف اس لئے کی کہ دنیاوی مصروفیت کے ساتھ ساتھ علمِ دین پڑھ رہے تھے تو کتاب مکمل پڑھی اور ایک ایک کر کے پڑھی۔اسی کا نتیجہ تھا کہ دینی علوم میں بھی انتہائی اعلیٰ، علمی استعداد کے حامل تھے۔اسی طرح سکول، کالج، یونیورسٹی میں بھی ہر جگہ ممتاز رہے۔یونیورسٹی میں گولڈ میڈلسٹ تھے۔

07 - اعلیٰ علمی ذوق اور کتاب سے محبت

حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا علمی ذوق بہت بلند تھا۔ 2010 میں جب بندہ کو اجازت ملی تو ان دنوں معہد الفقیر میں کئی دن رکنا ہوا۔ بندہ معہد کی لائبریری میں چلا جاتا۔ کئی کتابیں جو عام دستیاب نہ تھیں۔ وہ معہد کی لائبریری میں بندہ کو ملی۔ اس وقت شیخ الحدیث مولانا حبیب اللہ دامت برکاتہم سے دریافت کیا یہ کتاب کہاں سے ملی تو فرمایا کہ یہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے علمی ذوق کی نشانی ہے۔ دبئ اور سعودیہ میں جب عالمی کتاب میلہ لگتا ہے تو حضرت جی نور اللہ مرقدہ خصوصی طور پر تشریف لے جاتے اور لاکھوں کی مالیت کی کتب کی خرید ہر سال فرماتے۔ اس وقت کئی اہم کتابیں جو عام دستیاب نہیں تھیں، بندہ نے اپنے لئے فوٹو کاپی کروائیں۔

حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی ذاتی لائبریری میں بھی کتب جس صفائی، محبت سلیقہ سے جمع کی گئی اور لگی ہوئی ہیں وہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے اعلیٰ علمی ذوق اور کتاب سے محبت کو بول بول کر بتاتی ہیں۔ کیا خوب صورت شیشے کی الماری میں کتب لگی تھیں! ایسی محبت سے کتاب کو خریدنا پڑھنا، اور رکھنا کتاب کا عاشق ہی کرسکتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کو ایک موضوع پر کچھ کتب کی تلاش تھی۔ بندہ کو حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا پیغام آیا کہ اس موضوع پر کون کون سی کتب آپ کے علم میں ہیں۔ بندہ نے عرض کر دیا۔ ان میں سے چند بندہ کی لائبریری میں موجود تھیں۔ بندہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ چند دن بعد لے جائیے گا۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضرت جی! اگر آپ یہ کتب قبول فرمالیں تو بندہ کے لئے اس سے بڑی کوئی خوشی نہیں ہو گی۔

آج بھی یاد ہے کہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کتاب کے اس تحفے پر بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد بھی جب کبھی حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں کتاب پیش کی۔ بہت خوش ہوتے۔ اور سچی بات یہ ہے کہ کتاب کے عاشق کو ہی کتاب کی ایسی قدر ہوتی ہے۔ بندہ نے اپنی زندگی میں سید نفیس رقم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اور ڈاکٹر مولانا عبد الحلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا کہ کتاب ملنے پر بہت خوش ہوتے لیکن حضرت جی نور اللہ مرقدہ تو کتاب ملنے پر ایسے خوشی کا اظہار فرماتے جیسے خزانہ مل گیا ہو۔

تحقیق اور اعلیٰ علمی ذوق اور کتاب سے محبت ہی تھی کہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے پیرانہ سالی کے باوجود کئی نادر مخطوطات پر کام کیا۔ نہ صرف کام کیا بلکہ اکثر ترجمہ بھی کیا۔ مجموعہ رسائل خواجہ

محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ، مجموعہ رسائل خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی طباعت اسی محنت اور محبت کی عکاس ہے۔ اسی طرح کئی نادر تفاسیر و کتب مخطوطہ کی شکل میں حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے پاس موجود تھیں۔حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی ان صفات کو لکھتے ہوئے پھر وہ حدیث ذہن میں گونج رہی ہے۔ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم انسانوں کو کان کی طرح پاؤ گے، جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اور اچھی صفات کے مالک تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں"۔ [1]

[1] البخاری، محمد بن اسماعیل۔صحیح البخاری (۔بیروت: دار طوق النجاۃ ط 1422) باب المناقب۔جلد 4 ص 178

حضرت جی نوّر اللہ مرقدہٗ میں صِفتِ اَحسنیت اور کمال

یہ ہمارے حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا ایک خاص امتیاز تھا۔ احسنیت سے بندہ کی یہاں مراد معاملات میں احسان ہے۔حضرت جی نور اللہ مرقدہ ہر کام بہترین، احسن اور ایکسیلینٹ طریق سے کرتے، چاہے وہ دنیاوی کام ہو یا دینی کام۔ یہ وہ خوبی ہے جو مشائخ میں بہت کم ملتی ہے کہ وہ ہر کام کو ہی بہترین طریق سے ایسے انجام دے رہے ہو کہ اس فن کے ماہرین بھی حیران رہ جائیں۔ بندہ کچھ مثالیں عرض کرتا ہے۔

حضرت جی نور اللہ مرقدہ ڈاکٹرز، انجینئرز کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ آپ اپنے شعبے میں اتنا کمال پیدا کرو کہ پورے ادارے میں اس شعبے میں سب سے کمال پر ہو۔ فارسی کی مثل ہے۔

کسبِ کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

محنت میں ایسا کمال پیدا کرو کہ تم جہاں میں محبوب ہو جاؤ

حضرت جی نور اللہ مرقدہ اس احسنیت اور کمال کے اعلیٰ نمونہ تھے۔

آپ دیکھئے حضرت جی نور اللہ مرقدہ جس وقت یونیورسٹی میں تھے تو پڑھائی میں پوزیشن اور گولڈ میڈلسٹ۔ وہ کھیل کے میدان میں پوزیشن اور ایوارڈ ونر (Award Winner)۔ بیسٹ اتھلیٹ، بیسٹ سوئمر۔

Best Athlete, Best Swimmer, Best Sportsman, Best Debater

ماشاءاللہ! جس بھی شعبہ میں گئے، کمال کر دیا۔ یہ سب کیا ہے؟ یہ احسنیت کی صفت تھی کہ جو کام کرنا ہے بہترین کرنا ہے۔ بندہ اس کو دوسرے Angle سے دیکھتا ہے حدیث مبارکہ میں ہے۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بیشک اللہ عزوجل نے ہر چیز میں احسان کو فرض قرار دیا ہے، پس جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو (تاکہ مخلوق کو تکلیف نہ ہو) اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو، اور چاہیئے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی چھری کو تیز کر لے، اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے''۔[1]

حضرت جی نور اللہ مرقدہ ''احسان فی العبادات'' کے ساتھ ساتھ ''احسان فی المعاملات'' کے ساتھ بھی متصف تھے۔ وہ یونیورسٹی میں تھے تو بہترین طالب علم۔ وہ علم دین کے طالب بنے تو بہترین طالب علم بن کر دکھایا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے تو بہترین تیاری کے ساتھ۔ وہ کھیلوں میں گئے تو Best Sportsman بنے۔ دین، دنیاوی امور، معاملات، صفائی، نظافت پر ہیز سب میں ایکسی لینسی (Excellency)۔

[1] قزوینی، ابن ماجہ سنن ابن ماجہ کتاب الذبائح، رقم الحدیث 3170

کیونکہ وہ اپنے زمانے کے Excellent Person تھے۔

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

وہ جاب کے لئے کریسنٹ گروپ میں آئے تو بہترین کنسلٹنٹ اور ڈائریکٹر پوسٹ پر پہنچے، کہ دین کے کام کے ساتھ ساتھ 35 فیکٹریز کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ ہر کام کو بہترین نفاست اور معیار سے کرنے کے قائل تھے۔

جس وقت حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے مسجد زینب کی تعمیر شروع کی۔ ایک ایک چیز کے لئے اس فن کے بہترین ماہرین سے گھنٹوں میٹنگز کی۔ ایک سے بڑھ کر ایک چیز کا انتخاب کیا۔

پتھر لگانا تھا تو بہترین ماربل کا انتخاب کیا۔ اور پھر ایسی محبت سے مسجد کی تعمیر فرمائی کہ خود فرماتے تھے کہ مسجد نہیں یہ اللہ کی محبت کا تاج محل بن رہا ہے۔ مسجد کی دیواروں اور اور چھت تک پر ماربل لگایا۔

معہد میں فارمنگ شروع کی تو اس وقت پاکستان میں جدید فارمنگ کا تصور ہی نہیں تھا۔ حضرت جی قدس اللہ سرہ نے اس کو اتنے جدید خطوط پر استوار کیا کہ پورے پاکستان سے ماہرین آکر حیران ہوتے۔

اس زمانے میں حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے معہد کی آمدنی کے لئے ذاتی رقوم سے بہت سے پروجیکٹس شروع کئے جن میں اچار، نمکو، ہنی کولا وغیرہ شامل تھی۔ بندہ کو اچھی طرح یاد ہے کہ چیری ٹماٹو پاکستان میں تھا ہی نہیں۔ حضرت جی قدس اللہ سرہ نے اسے کاشت کیا اور فروخت کیا اور یہ سب آمدنی معہد کے لئے تھی۔

معہد الفقیر کا مدرسہ جس وقت دارالعلوم، جھنگ سے شفٹ ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے اعلیٰ علمی معیار کا حامل بنا۔ کم وبیش ہر سال وفاق میں پوزیشن اس کے اعلیٰ علمی معیار کی گواہ ہیں۔

اوصافِ حمیدہ وخصائلِ جمیلہ

01 - اخلاص

حضرت جی قدس اللہ سرہ اخلاص کے ان چراغوں میں سے تھے کہ جن کے سبب اللہ جل شانہ آفات ٹال دیتے ہیں۔ جھنگ اجتماع میں ایک دفعہ اخلاص پر بہت طویل بیان فرمایا جس نے ہم سب کی آنکھیں کھول دیں۔ اکثر فرماتے، ہمارے اکابر چھپنے نہیں، چھُپنے کے قائل تھے۔

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کبھی بھی اپنی کسی خوبی کو خود نہ بیان فرماتے بلکہ اپنا کوئی واقعہ سنانا ہوتا تو اکثر یوں کہہ کر سناتے کہ ایک نوجوان یا ایک شخص کا واقعہ ہے۔ اقرباء جانتے ہوتے کہ کہ خود حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ سنا رہے ہیں لیکن کمال اپنے آپ کو چھپاتے۔ یہ مخلصین کی نشانی ہے کہ وہ اپنے آپ کو چھپاتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک ساتھی نے عرض کیا کہ فلاں گمراہ جماعت اس طرح کام کر رہی ہے تو ہمیں بھی ان کے مقابلے پر کچھ کرنا چاہئے۔ ارشاد فرمایا:

”آپ ان کو مت دیکھیں نہ ان کے مقابلے میں کام کریں۔ بس اللہ جل شانہ کی رضا کو مقصود بنا کر دین کی محنت کریں۔ کسی کو مت دیکھیں“۔

مبشرات کو چھپاتے۔ کبھی ہم نے انکی زبان سے یہ نہ سنا کہ خواب میں مجھے یہ بشارت دی گئی۔

اکثر فرماتے کہ ”خوابوں کے شہزادے مت بنا کریں“۔

وہ ساری زندگی اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کرتے اور اللہ جل شانہ کی جانب سے اتنا ہی انکی قبولیت ومقبولیت میں اضافہ ہوجاتا اور جیسے ہی انہوں نے دنیا سے پردہ فرمایا، انکی قبولیت اور لوگوں کے ان کی طرف رجوع میں کئی گنا اضافہ بندہ نے دیکھا۔ بعض لوگ زندگی میں بہت مشہور رہوتے ہیں لیکن ان کی ساری شہرت ان کی وفات کے ساتھ ہی قبر میں چلی جاتی ہے اور بعض لوگ اس کا برعکس ہوتے ہیں۔ زندگی میں جو قبولیت ہوتی ہے، وفات کے بعد اس میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے اور یہ اخلاص اور عند اللہ مقبول ہونے کی علامتوں میں سے ایک ہے۔ ہمارے پیارے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ بھی ایسا ہی دیکھا۔ یہ مہک بڑھے گی اور بڑھتی ہی چلی جائے گی ان شاء اللہ۔

02 - عاجزی

مرشدی وسیدی، پیارے حضرت جی ”طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ“ عاجزی کا پیکر تھے۔ اپنے لئے کھڑا ہونا ناپسند فرماتے اور منع کرتے۔ جتنا منع کرتے لوگ اتنی ہی محبت سے تعظیماً قیام فرماتے۔ یہ بات ملحوظ رہے کہ تعظیماً قیام کرنا اپنی ذات کے اعتبار سے جائز امر ہے۔ جیسا کہ روایت میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے لئے ارشاد فرمایا تھا:

”قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ“ ①

---

① البخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری (بیروت: دار طوق النجاۃ ط1422) باب قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: (قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ)

"اے انصار! تم اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ"۔

کبھی اپنے لئے "میں" کالفظ استعمال نہ فرماتے۔ ہمیشہ "فقیر" اور "عاجز" کالفظ استعمال فرماتے۔ "فقیر" کالفظ "فقیر الی اللہ" کے معنی میں استعمال فرماتے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے۔

﴿وَٱللَّهُ ٱلْغَنِيُّ وَأَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ﴾ ①

"اور اللہ کی ذات بے نیاز ہے اور تم سب اس کے محتاج ہو"۔

ایک دفعہ بیان میں ارشاد فرمایا کہ فقیر نے اپنا تذکرہ اس آیت میں پایا اور یہ کہ کر آبدیدہ ہو گئے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَآ أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَىْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَىٰ مَوْلَىٰهُ أَيْنَمَا يُوَجِّههُّ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ﴾ ②

"اور اللہ ایک اور مثال دیتا ہے کہ دو آدمی ہیں ان میں سے ایک گونگا ہے جو کوئی کام نہیں کرسکتا، اور اپنے آقا پر بوجھ بنا ہوا ہے، وہ اسے جہاں کہیں بھیجتا ہے، وہ کوئی ڈھنگ کا کام کر کے نہیں لاتا"

یہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ جہاں، جہاں گئے وہاں، وہاں لوگ مقناطیس کی طرح متوجہ ہو کر دین سے جڑتے گئے۔ انکا ہر جگہ جانا خیر ہی خیر کا باعث بنا لیکن انسان کی بے نفسی کی علامت ہے کہ اس کی نگاہ اپنی خوبیوں کی طرف نہ جائے اور خوبی کو بھی خامی سمجھے۔

---

① سورہ محمد آیت 38 ② سورۃ النحل آیت 76

وفات سے چند ماہ پہلے منبر پر بیان کرتے ہوئے آبدیدہ ہوگئے اور برسرِ منبر سب سے معافی مانگی کہ ”کسی کا دل مجھ سے دکھا ہو تو اللہ کے لئے مجھے معاف کر دے“۔ ذرا سوچئے یہ کون کہہ رہا تھا؟ جو کروڑوں لوگوں کے شیخ تھے۔سب لوگوں کے سامنے یوں عاجزی سے معافی وہی مانگ سکتا ہو جو بالکل مٹا ہو جبکہ کوئی غلطی بھی نہ ہو۔ وہ واقعی باکمال اور اس زمانے میں بے مثل تھے۔

03 - اخلاقِ حَسنَہ

مرشدی وسیدی، پیارے حضرت جی ”طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ“ اخلاقِ حسنہ کے مالک تھے۔جس کسی سے ان کو تکلیف پہنچی اس کو معاف کر دیتے۔ ہر ایک سے انتہائی خندہ پیشانی سے ملتے۔ جو بھی ملنے آتا اس کی طرف پوری توجہ سے کلام فرماتے اور پوری توجہ سے اس کی بات سنتے۔حقیقت یہ ہے کہ یہ کوئی آسان بات نہیں۔ ان گنت دفعہ ملاقات کرنے والوں کا خوب رش لگا ہوتا لیکن مجال ہے کسی سے ملتے ہوئے ان کے ماتھے پر شکن ہو۔ ان سے ملاقات کے لئے جب بھی حاضری ہوتی، انکے چہرے کا تبسم، ان کے لہجے کی ملاحت و نرمی اسی طرح ہوتی۔ جب بات فرماتے تو ہر ہر لفظ جچا تلا، کوئی فالتو بات نہیں فرماتے تھے۔

اک عجیب ٹھنڈک ہے اس کے نرم لہجے میں
لفظ لفظ شبنم ہے بات بات پیاری ہے

بسا اوقات تیس تیس گھنٹے سے مسلسل جاگے ہوتے لیکن کسی ملنے والے کو ذرا بھی احساس نہ ہونے دیتے۔ ہر ایک سے اس طرح محبت سے ملنا کہ وہ سمجھے کہ میرے سے خاص تعلق ہے، یہ

وہ سنت ہے جو بندہ نے اس زمانے میں صرف حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھی۔ کیا کیا لکھوں اس ہستی کے اوصاف پر۔ وہ ہم گناہگاروں کے لئے اللہ جل شانہ کا وہ تحفہ تھا جس کی ہم نے اس طرح قدر نہ کی، جیسے کرنی چاہئے تھی۔ ان کے اخلاقِ جمیلہ، عین سنتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھے اور یہ کوئی چھوٹی بات نہیں۔ یہ ہزاروں کرامات پر فائق کرامت ہے۔

04 - مسکراہٹ

سیدی و مرشدی پیارے حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے جملہ اوصاف میں سے ایک خاص وصف حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی خاص مسکراہٹ تھی۔ ہر ایک سے مسکرا کر ملنا، اس شخصیت کا جن کے لاکھوں مریدین ہوں، یہ لکھنا آسان ہے لیکن عمل مشکل۔ اجتماعات اور بڑے بیانات میں جب، جب عمومی مصافحہ ہوتا تو اس میں ہر ایک سے مسکرا کر ملنا یہ چھوٹی بات نہیں۔ بیسیوں دفعہ دیکھا کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں لوگوں سے بیان کے بعد مصافحہ کیا اور ہر ایک سے خندہ پیشانی اور مسکرا کر ملتے۔ یہاں تو کسی کو ذرا شہرت مل جائے تو عام لوگوں کو ہاتھ ملانا پسند نہیں کرتے لیکن میرے محبوب، اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھے۔ جب تک طبیعت صحیح رہی، بیانات کے بعد عمومی مصافحہ فرماتے رہے۔

پھر ایک عجیب بات! ہر ایک سے نہ نہ صرف مسکرا کر ملتے بلکہ اکثر اجتماعات پر آنے والوں کے لئے بہت محبت کا اظہار فرماتے اور یہ جملے رسمی نہ ہوتے بلکہ لفظ، لفظ محبت کا ترجمان ہوتا۔ بندہ پہلی دفعہ 2002 کے جھنگ اجتماع میں شریک ہوا تھا۔ اس اجتماع کا وہ منظر کبھی نہ بھول پاؤں گا، جب میرے دلبر محبوب، مدینہ مسجد کی سیڑھیاں اترتے آرہے تھے مجمع قطار لگائے کھڑا تھا اور حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کیسی میٹھی، دلفریب مسکراہٹ سے مسکراتے ہوئے سب کو دیکھتے ہوئے

اتر کر جا رہے تھے۔ بندہ کے لئے یہ بہت حیران کن تھا کہ اتنی بڑی شخصیت اور ہم سب کو اتنی مسکراہٹ سے ملنا۔ جب مصافحہ کیا تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایک اجنبی طالب علم سے اتنی محبت سے ملنا۔ پھر ان نگاہوں میں سب کے لئے محبت، احترام۔ اللہ اکبر!

مست نگاہیں ہیں یا وجد میں رقصاں ہے
تسنیم کی لہروں میں فردوس کی رعنائی
ان مدھ بھری آنکھوں میں کیا سحر تبسّم تھا
نظروں میں محبت کی دنیا ہی سمٹ آئی

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے 2001 میں بیعت کے لئے رائے ونڈ مرکز سے حاضر ہوا تھا۔ بندہ وہاں مرکز میں طالب علم تھا۔ مزید حیرت اس وقت ہوئی کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو سال پہلے کا ملنا یاد تھا حالانکہ دن میں بیسیوں لوگوں سے ملاقات کرتے سچ تو یہ ہے کے میرے محبوب شیخ کی دل پذیر مسکراہٹ نے میرا دل ہمیشہ کے لئے فتح کرلیا۔ وہ اخلاقِ حسنہ میں بہت بلند تھے۔ آج جب یہ سطور لکھ رہا ہوں تو قلب خون کے آنسو رو رہا ہے کہ میرے دلبر، میرے فاتح بلکہ فاتح زمانہ، اب ہم میں نہیں رہے۔

05 - ظرافت

سنجیدگی اور ظرافت کے معاملے میں حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا عمل سنت کے مطابق تھا۔ بات سنجیدگی سے فرماتے لیکن مزاح بھی فرماتے۔ جب وعظ فرماتے تو کبھی کبھی کوئی مزاح کی بات بھی سنا دیتے اور عموما اس کا مدار موضوع پر ہوتا۔ موضوع اگر سنجیدہ ہوتا تو وہاں

توجہ اور کیفیات کا عروج ہوتا مجمع خوب روتا۔ اگر موضوع دوسری نوعیت کا ہوتا جیسے نکاح کے موقع پر بیان تو خوب ہنساتے۔

عام گفتگو میں بھی یہی طرز تھا۔حضرت جی نور اللہ مرقدہ نجی محافل میں خوب ہنسی مذاح بھی فرماتے اور مزاح کی بات سن کر محسوس بھی ہوتے۔اسی طرح سیر و تفریح کے لئے بھی تشریف لے جاتے لیکن اس میں نیت ہمیشہ دینی ہوتی۔بچوں سے بھی خاص طور پر محبت اور شفقت کا اظہار فرماتے۔اپنے نواسوں، پوتوں پوتیوں سے بہت محبت بھی فرماتے اور مزاح بھی۔

06 - صبر

صبر کی تین اقسام ہیں

صبر علی الطاعات، صبر عن المعاصی ، صبر علی المصائب

بندہ نے حضرت جی نور اللہ مرقدہ میں ان تینوں اقسام میں کمال صبر دیکھا۔صبر علی الطاعت اور صبر عن المعاصی میں استقامت ان کا زیور تھی تو صبر علی المصائب انکی زینت۔ وہ صبر و رضا اور شکر کا پیکر تھے۔ بیماری، تکالیف، صدمے اور دکھ ان سب میں صرف صبر و رضا ان کا شیوہ تھا۔ کچھ عرصہ قبل ہسپتال میں بندہ عیادت کے لئے حاضر ہوا۔اس سے پہلے طبیعت ناساز تھی اور ملاقات کی اجازت نہ تھی۔ پھر طبیعت کچھ بحال ہوئی تو بندہ حاضر خدمت ہوا طبیعت کا پوچھا اور اس وقت بھی حضرت تکلیف میں تھے۔لیکن کمال صبر و رضا تھا۔گویا وہ منظر بندہ کے سامنے ہے، کہ کمال تشکر کے جذبات سے فرمایا:

”میرے اللہ کا مجھ پر بہت ہی احسان و کرم ہے اس کا شکر نہیں ادا کر سکتا۔“

درد اور تکلیف کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔

جسمانی تکالیف اور بیماری میں تو کمال صبر تھا ہی لیکن ان تکالیف پر بھی صبر فرمایا جو ان بے وفاوں سے پہنچی جو وفا کا دعوی کرتے نہیں تھکتے تھے۔ یہ تکلیف جسمانی تکلیف سے بڑھ کر تھی۔

جن کو انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا ہو، جن کی قدم قدم پر نگاہ داشت کی ہو اور ان میں سے بعض محض بدگمانی اور جھوٹے پروپیگنڈے پر اس وقت ٹوٹ جائیں، جب وہ پالے ہوئے بچے بڑے ہو چکے ہوں اور بے وفائی کر جائیں، نہ صرف بے وفائی بلکہ محسن و مربی سے بدظن ہو جائیں تو یہ دکھ بہت بڑا ہوتا ہے۔ لیکن حضرت جی قدس اللہ سرہ میں اس وقت ہم فقیروں نے کمال صبر اور رجوع الی اللہ دیکھا۔ ان کی تمام بدگمانیوں کا جواب اللہ پر چھوڑا۔ 2016 میں اس وقت بندہ حاضر خدمت ہوا اور اپنی وفاداری اور اعتماد کا اظہار کیا اور اجازت طلب کی کہ ان بدگمانوں کو جواب دوں تو ارشاد فرمایا:

"عاجز نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے"۔

ایک دفعہ دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو فرمایا:

"ان لوگوں نے پر سے پرندہ بنایا، لیکن سب اللہ پر چھوڑتا ہوں"۔

کوئی بددعا کا جملہ، کوئی ان کے خلاف سخت جملہ نہ ارشاد فرمایا فقط یہ کہ انہوں نے پر سے پرندہ بنا دیا۔ ان لوگوں کی بے وفائی کا غم تھا لیکن اس کے جواب میں صرف رجوع الی اللہ اور صبر تھا۔ یہ مفسدین کیا کیا سازشیں نہیں کرتے رہے لیکن حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا

عمل صرف ایک ہی تھا کہ

إِنَّمَآ أَشۡكُواْ بَثِّي وَحُزۡنِيٓ إِلَى ٱللَّهِ

آپ اندازہ کیجئے کہ آج حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ان بے وفائی کرنے والوں میں سے ایک صاحب قرآن مجید اٹھا کر فرما رہے ہیں کہ ہم نے جو الزام لگائے تھے وہ سب جھوٹے تھے، کوئی بھی ثابت نہیں ہوسکا تھا۔ اور اب ویڈیو میں کہہ رہے ہیں کہ سب بے وفائی کرنے والوں کو جا کر قبر پر معافی مانگنی چاہیئے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں جو فساد، بدگمانی اور جھوٹے الزامات لگا کر پھیلائے، کیا اس کی تلافی ہو سکے گی؟

حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے تو صبر کیا اور اللہ تعالی نے صبر کا عجیب صلہ دکھایا کہ ان بے وفائی کرنے والوں کے بعد سلسلہ دگنی رفتار سے بڑھا۔ خصوصا پچھلے پانچ سالوں میں سلسلے کا پھیلاو اور حضرت جی نور اللہ مرقدہ سے جڑنے والے احباب کی تعداد پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی۔ یہ عند اللہ مقبولیت کی علامت تھی۔ کسی کو یقین نہ آئے تو پچھلے پانچ سالوں کے اجتماعات کا مجمع دیکھ لے۔

07 - وسعت قلبی اور درگزر

حضرت جی نور اللہ مرقدہ میں جہاں صبر کمال پر تھا وہاں ان میں وسعت قلبی اور درگزر بھی بے انتہا تھی۔ بے وفائی کرنے والوں میں سے کئی لوگ ایسے تھے جنہوں نے اپنی غلطی کا احساس ہونے پر دوبارہ آ کر معافی مانگی اور حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے اسی وقت معاف کر دیا۔ کچھ بھی نہ کہا۔ ایک جملہ تک نہ کہا کہ آپ تو میرے خلاف یہ جھوٹ بولتے رہے، اب کس منہ سے معافی مانگ رہے ہو؟ لیکن وہ تو سراپا عاملِ سنت تھے۔ جس نے بھی آ کر معافی مانگی اسی وقت معاف کر دیا۔

08 - استقامت

استقامت کو مشائخ نے ہزار کرامات سے فائق لکھا ہے اور حضرت جی نور اللہ مرقدہ میں یہ استقامت بے انتہا تھی۔جس دن سے حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت فرمائی، وفات تک کبھی مراقبہ، ذکر، اذکار اور دیگر معمولات نہ ترک کئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نمازوں میں صاحبِ ترتیب تھے۔اور بچپن سے والدہ ماجدہ سے تہجد کی عادت پائی۔اس پر دنیا سے پردہ فرمانے تک عامل رہے تہجد کبھی ترک نہ کرتے۔جس نیکی کو کیا استقامت سے کیا۔ جوانی میں کئی کئی گھنٹے مراقبہ عام معمول تھا۔اور اس مراقبہ کو آخری دم تک کبھی ترک نہ کیا۔

09 - دلجوئی اور خیال رکھنا

انسان کی عظمت کا تبھی اندازہ ہوتا ہے جب وہ عروج پر پہنچ کر اتنے ہی کمزور لوگوں کا اسی طرح خیال رکھے۔حضرت جی نور اللہ مرقدہ کو اللہ جل شانہ نے جو قبولیت اور شہرت عطا کی تھی اس کے باجود ان میں اتنی ہی عاجزی تھی۔ وہ اپنے ماتحتوں کا تو خوب خیال رکھتے ہی، لیکن جہاں کہیں تشریف لے جاتے، وہاں کا بھی بے حد خیال رکھتے۔ بے حد چھوٹی چھوٹی باتیں جن کی طرف ہمارا دھیان بھی نہیں جاتا لیکن وہ کسی کے لئے تکلیف کا باعث بن سکتی ہیں، انکا خیال رکھتے۔

بندہ جب بیعت ہوا تو چند مجالس میں دیکھا کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ اگر کسی کے قریب ہو کر بات فرماتے تو ایک ہاتھ اپنے منہ کے آگے رکھ لیتے۔ بظاہر یہ معمولی سا عمل ہے لیکن حقیقت میں یہ معمولی عمل، دوسرے کو تکلیف سے بچانے کو سکھانا تھا۔

ایک دفعہ ایک صاحب 5 گھنٹے موٹر سائیکل چلا کر حضرت سے ملنے آئے ان کے ساتھ

ایک عمر رسیدہ صاحب بھی تھے۔ وہ صاحب بڑے شوق سے حضرت جی نور اللہ مرقدہ کو بتانے لگے کہ ہم پانچ گھنٹے موٹر سائیکل چلا کر آپ سے ملنے آئے ہیں حضرت جی نور اللہ مرقدہ فوراً چونک گئے اور فوراً فرمایا کہ آپ نے ان بزرگ کا خیال نہیں کیا۔ ان کو اتنی تکلیف اور مشقت میں ڈالنے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر سمجھایا کہ محبتِ شیخ کا یہ مطلب نہیں کہ اس طرح اپنے آپ کو اور دوسروں کو تکلیف میں ڈال دو۔ بندہ یہ سب سنتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ حضرت جی میں کتنی کیئر اور خیال رکھنا ہے۔ فوراً احساس کیا کہ ان کو مشقت ہوئی ہوگی۔ پھر ان صاحب کو تاکیداً فرمایا کہ کہ ان کو واپسی بس پر بھیجیں۔

حضرت جی نور اللہ مرقدہ جب کبھی کسی دعوت پر تشریف لے جاتے تو میزبان جو کچھ رکھتا اس کے ہر کھانے سے کچھ نہ کچھ لیتے تاکہ اس کا دل خوش ہو جائے۔ اور اس پر ایک دفعہ بہت عجیب بیان فرمایا جس کا لب لباب یہ تھا کہ بعض لوگ اپنے تقوی کو بچاتے ہوئے دوسرے کا دل دکھا جاتے ہیں۔ پھر دل آزاری سے بچنے اور دوسروں کی دل جوئی کو خوب بیان فرمایا۔ جو کوئی ہدیہ لے کر آتا چاہئے کوئی معمولی چیز ہی کیوں نہ ہوتی اس کو بہت محبت سے لیتے کہ دینے والا کا دل خوش ہو جاتا۔ بندہ جب بھی ملاقات کے لئے جاتا اور کمرے میں داخل ہوتا تو معذوری کی وجہ سے نیچے بیٹھنا بندہ کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہ جیسے ہی بندہ کو دیکھتے، فوراً بندہ کے لئے کرسی رکھنے کو فرماتے۔ اتنے بڑے شیخِ وقت کا مجھ سیاہ کار کا اس طرح خیال رکھنا کہ کھڑا رہنے سے تکلیف نہ ہو، یہ کمال تھا۔

دعوت وارشاد سے متعلقہ امتیازات

ذیل میں حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے دعوت وارشاد کی کچھ خصوصیات وامتیازات عرض کرتا ہوں۔

01 - مرجع وقطب کی حیثیت

حضرت جی نور اللہ مرقدہ قطب الاقطاب اور قطب الارشاد تھے۔مشائخ سے سنا ہے کہ قطب الارشاد کی نشانی یہ ہے کہ وہ جہاں جائے، لوگ مقناطیس کی طرح اس کی طرف کھچے چلے جاتے ہیں۔ ہمارے حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا بھی یہی حال تھا۔ وہ جس جگہ جاتے لوگ کھچے چلے آتے حتی کہ مغربی ممالک میں، غیر مسلم دیکھ کر مڑ مڑ کر پوچھتے۔ یہ بزرگ کون ہیں؟ کتنے ہی غیر مسلم ایسے تھے جو صرف حضرت جی نور اللہ مرقدہ کو دیکھ کر ہدایت پا گئے۔ وہ جہاں جاتے لوگ خود بخود متوجہ ہوتے چلے جاتے۔

02 - دنیاوی نوکری پر دین کی محنت کو ترجیح دینا

اللہ جل شانہ نے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو دنیاوی مال و دولت سے خوب نوازا تھا۔ جس وقت

انجینئرنگ کی اور ملازمت کے لئے کریسنٹ گروپ آف انڈسٹریز کو جوائن کیا تو اللہ جل شانہ کے فضل وکرم اور اپنی محنت سے بہت جلد ترقی کرتے چلے گئے۔ ایک وقت آیا کہ ڈائریکٹر پوسٹ پر فائز ہوئے۔ اس زمانے میں حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے ماتحت 35 فیکٹریاں تھیں، اور اس زمانے میں ایک دن کی کنسلٹنسی کا ایک لاکھ روپیہ لیتے تھے جبکہ پاکستان میں اس وقت ڈالر 18 روپے کا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت جھنگ شہر میں سب سے زیادہ ٹیکس حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ دیا کرتے تھے۔ پھر جب حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو اپنا سارا وقت دین کی خدمت کو دینے کا ارادہ فرمایا۔ یہ 1993 کی بات ہے۔

اگرچہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کو حضرت خواجہ غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت 1983 میں مل چکی تھی اور جب سے اجازت ملی تھی حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے دعوت وتبلیغ، اصلاح و ارشاد میں اپنے آپ کو لگایا۔ لیکن 1993 کے بعد اپنے آپ کو کل وقتی اصلاح وارشاد اور تبلیغ کے لئے وقف کر دیا۔ فرمایا کرتے تھے: ”چھوٹے کی نوکری چھوڑ کر سب سے بڑے کی نوکری کر لی“ اور پھر اس عظیم ذات نے ان کو اس کا خوب بدل دیا اور ان شاء اللہ روزِ قیامت بھی اپنے شایانِ شان بہترین بدل دیں گے۔

03 - اشاعتِ دین

دین کا غم اور کڑھن، اشاعت کی فکر حضرت جی نور اللہ مرقدہ کو ہر وقت رہتی۔ اپنا تن، من، دھن، دین کی اشاعت کے لئے لگایا۔ ایک ایک دن میں بارہ بارہ بیانات فرمائے۔ 48,48 گھنٹے آرام کئے بغیر مسلسل بیانات اور اسفار فرمائے۔ 24، گھنٹے مسلسل دین کی دعوت، بیانات کرنا تو عام تھے۔

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ ایک جملہ ارشاد فرمایا کرتے تھے: دین کا کام اتنا کرو کہ خالق کو تم پر ترس

آنے لگے اور فرمایا کرتے تھے کہ دین کا کام کرتے کرتے مرنا ہے۔ اسی محنت شاقہ اور مجاھدہ کا نتیجہ تھا کہ صحت بری طرح متاثر ہونے لگی۔ ہم فقیروں نے ان گنت بار دیکھا کہ صرف چند منٹ کی نیند لیتے اور پھر دوبارہ دین کی گفتگو، دعوت اصلاح وارشاد۔ اللہ جل شانہ کے پیارے دین کی سربلندی وسرفرازی، بس یہی انکی زندگی کا مقصدِ اول تھا۔ خدام التجا کرتے حضرت! کچھ آرام کرلیں۔ فرماتے: ''آرام تو اب قبر میں جاکر کریں گے''۔ اب قیامت تک لئے

نم کنومۃ العروس [1]

(سو جا دلہن کی نیند کی طرح) کا مصداق بن کر آرام فرمارہے ہیں۔

04 - پوری دنیا میں اسفار

اللہ جل شانہ نے حضرت جی نور اللہ مرقدہ کو خوب قبولیت عطا فرمائی تھی۔ اس زمانے میں تصوف میں ایسی کوئی شخصیت نہیں جن کو اس طرح عالمی قبولیت اور شہرت ملی ہو۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کے ستر ممالک میں دین کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے سفر فرمایا جن میں روس کی (9 ریاستیں) یوکرائن، ازبکستان، کرغزستان، تاجکستان، ترکمانستان، ملایشیا، انڈونیشا، سنگاپور، ترکی، تھائی لینڈ، ہندوستان، بنگلہ دیش، برما، نیپال، سعودی عرب، قطر، دبئی، شام، اردن، مصر، افغانستان، برطانیہ، ھنگری، فن لینڈ، فرانس، سویڈن، ڈنمارک اٹلی جرمنی ناروے، امریکا کی (22 ریاستیں)، افریقہ، جنوبی افریقہ اہم ہیں۔

05 - علم، مدارس، علماء سے شدید محبت

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو علماء طلباء سے خاص الخاص محبت تھی۔ بہت غیر معمولی تعلق۔ آپ حضرت

[1] یہ جملہ فرشتے مومن کو قبر میں کہتے ہیں کما فی الحدیث۔ سنن الترمذی 3/ 375

جی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی لسٹ دیکھئے۔95 فیصد ان میں علماء ہیں۔اور جو غیر علماء ہوتے ان کو خاص ترغیب دیتے کہ علم دین پڑھیں۔فرماتے کہ مدارس اس زمانے کے کہف ہیں۔شریعت وطریقت کے تلازم کو خوب بیان فرماتے۔اور فرمایا کرتے کہ علماء،طلباء کے لئے نسبت کا حصول بہت آسان ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اہل اللہ واولیاء کی علامات میں لکھاہے کہ ان کے ارد گرد علماء ہوں گے۔حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے ارد گرد علماء نہیں،علماء کی بے حد کثرت تھی۔شیخ الحدیث سے لے کر مفتیانِ کرام علماء محدثین،طلباء کا ہجوم صرف پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیا میں۔اہل علم کا عمومی رجوع تھا۔اسی لئے ''محبوب العلماء والصلحاء'' کہلائے۔یہ سب حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے قطب الاقطاب ہونے کی علامت تھی۔

06 - پروفیشنلز پر محنت

ہمارے حضرت جی قدس اللہ سرہ دینی ودنیاوی علوم کے حامل تھے۔اور حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کو حاصل کیا تھا اسی لئے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی اس طرف خاص توجہ تھی کہ اس طبقے کو دین کا علم سکھایا جائے اور یہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کا خاص امتیاز تھا جس کی مثال اس سے پہلے نظر نہیں آتی۔حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے پروفیشنلز کی ایک بہت بڑی تعداد کو دین سے نہ صرف جوڑا بلکہ ان کو علمِ دین سے بھی جوڑا۔

راقم الحروف جب بھی حاضر خدمت ہوتا تو بندہ کے پاس جو ڈاکٹرز،انجینئرز علمِ دین پڑھ رہے ہوتے ان کے احوال خاص طور پر سنتے اور بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرماتے۔بندہ کو خاص طور پر ان طلباء کے لئے تاکید فرماتے۔ایک دفعہ بندہ حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا

علماء کو فراغت کے بعد دنیاوی علوم پڑھا کر دین کی اشاعت کے لئے دنیاوی اداروں میں بھیجنے کا پروگرام تیار کیا ہے فرمایا:

اس کی بجائے آپ ان ڈاکٹرز، انجینئرز وغیرہ پر زیادہ محنت کریں جو آپ کے پاس پڑھ رہے ہیں۔ یہ ان مقاصد کو زیادہ بہتر طریق سے کریں گے۔ چنانچہ بندہ نے پھر وہ پروگرام موقوف کر دیا اور حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے موجب ان پروفیشنلز کی طرف ہی توجہ رکھی۔ اسی طرح حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے ادارے ای معہد میں ایک بہت بڑی تعداد پروفیشنلز کی علمِ دین پڑھ رہی ہے جن کا تعلق پوری دنیا سے ہے۔

07 - اجتماعات کا انعقاد

سلسلے کی اشاعت کے لئے حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے ابتداء میں کھیتیاں والے بازار جھنگ میں مدینہ مسجد میں غالباً 1994 میں اجتماع کا آغاز فرمایا۔ ان تین دنوں میں اہل جھنگ عجیب ایثار کا مظاہرہ فرماتے۔ اپنے گھر تین دن کے لئے خالی کر دیتے اور باہر سے آنے والے مہمان ان گھروں میں رہتے۔ نہ کبھی ان مالک مکانوں کو شکایت ہوئی اور نہ مہمانوں کو۔

اجتماع کے تین دنوں کے بعد خصوصی مجالس کا سلسلہ چلتا۔ غالباً 2006 میں اجتماع، معہد الفقیر منتقل ہوا۔ معہد الفقیر میں اجتماع کے منتقل ہونے کے بعد سلسلے کا کام بہت تیزی سے پھیلنا شروع ہوا۔ اس کے علاوہ پوری دنیا میں اجتماعات کا ایک طویل سلسلہ تھا۔ اس کے علاوہ زیمبیا میں اعتکاف کی مجالس، دبئی کی مجالس، اور ملائشیا کے اجتماعات قابلِ ذکر ہیں 2011 میں ہندوستان کا تاریخی سفر فرمایا جس میں لاکھوں لوگ توبہ تائب ہو کر بیعت ہوئے۔ یہ بیانات خطباتِ ہند کے نام سے دو جلدوں میں الگ سے چھپے۔

08 - بیانات کا خصوصی طرز

حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا فیض دو طرح خوب پھیلا۔ ایک تقریر سے اور دوسرا تحریر سے۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہ اس معاملے میں مجمع البحرین تھے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے شیخ، حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بیانات نہیں کیا کرتے تھے وہ تحریر کے بادشاہ تھے۔ اور حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے شیخ، حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ خوب قادر الکلام تھے اور سارا بیان عموماً تفسیر القرآن بالقرآن سے فرماتے۔ ہمارے پیارے مرشد و سردار، ان دونوں کے معارف کے جامع تھے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے بیانات بھی خوب خوب کثرت سے فرمائے اور تحریر بھی خوب۔

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات خالصتاً علمی انداز میں ہوتے۔ پورا بیان باقاعدہ پہلے تیار کرتے۔ اس کے نوٹس بناتے۔ پورا بیان ایک تسلسل سے ہوتا جس میں موضوع سے ہٹ کر دائیں بائیں نہ جاتے۔ پھر ہر ہر لفظ توجہ اور نسبت کے نور سے معمور ہوتا۔

کتنے ہی واقعات ایسے ہوتے کہ پہلے پڑھے ہوتے لیکن حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان اقدس سے سن کر یوں لگتا کہ جیسے پہلی دفعہ سن رہے ہوں اور اصل میں تو وہ حال تھا جو صاحب حال سے منتقل ہوتا۔ خود بھی روتے اور مجمع کو تو خوب رلاتے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بہت زیادہ قوی تھی اور اس قوی نسبت اور تیز توجہ کا اثر مجمع میں ہزراوں لوگوں کو توبہ تائب کروا دیتا۔

حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے بیانات میں اکٹھا ہونے والا مجمع چند سو کا نہیں بلکہ ہزاروں کا ہوتا۔ انڈیا میں تو یہ تعداد لاکھوں میں بھی گئی۔ جھنگ اجتماع کا مجمع بھی لاکھوں کا ہوتا۔

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ بیانات کو بہت زیادہ مطالعہ سے تیار فرماتے۔ بعض بیانات کے لئے تو چھ

چھ ماہ تیاری فرمائی۔ ''امور خانہ داری میں حسن انتظام'' کے نام سے جو بیانات زیمبیا اعتکاف میں فرمائے ان کی تیاری میں چھ ماہ مطالعہ فرمایا اور اس موضوع پر چھ سو کتابوں سے مواد نکال کر ان بیانات کو فرمایا۔ اسی طرح سورہ کہف کی تفسیر کو بیان کرنے کے لئے دو سال 150 سے زائد تفاسیر کا مطالعہ فرمایا۔ ایک طرف بیانات علمی رنگ میں ہوتے اور دوسری طرف انتہائی آسان فہم اردو میں۔ جس میں تفہیم کے لئے انگلش کے الفاظ اور اقوال کا استعمال بھی بسا اوقات فرماتے۔ بیانات میں سب سے پہلے قرآن کریم کی آیات کو بیان فرماتے پھر احادیثِ مبارکہ کو اور اس کے تحت سلفِ صالحین کے واقعات کو۔

وہ اللہ جل شانہ کے عاشق تھے۔ پیارے اللہ تعالی کی محبت کو خوب خوب کھول کر بیان فرماتے۔ اور جب اللہ اللہ کی ضرب لگا دیتے تو لاکھوں دلوں کو تڑپا دیتے۔ بیانات کے موضوعات اصلاحی ہوتے اور ان کو اللہ تعالی نے خوب قبولیت عطا فرمائی۔ خطبات فقیر کی 48 جلدیں ہیں۔ اردو، عربی، فارسی میں کسی ایک عالم کے اتنے طویل خطبات نہیں۔ ان میں اگر وہ کتابیں بھی ڈالی جائیں جو ان کے مخصوص بیانات سیریز کو لکھ کر چھاپے گئے تو یہ تعداد 70 سے متجاوز کر جائے گی۔

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے خطابت حکیم الامت کی 33 جلدیں سب سے طویل سمجھی جاتیں تھیں۔ آپ صرف حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات کو دیکھیں۔ تو یوں لگتا ہے کہ یہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں میں سے ایک کرامت تھی۔ اتنی برکت کہ لاکھوں مریدین کی اصلاح، تصنیف و تالیف، مدارس کی سرپرستی اسفار کی کثرت اور اتنی کثرت سے مطالعہ اور اتنے کثیر بیانات۔ وہ واقعی انمول ہیرے تھے ایسا ہیرا جو صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ویسے تو حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے ان گنت موضوعات پر بیان فرمائے لیکن بعض موضوعات کو بہت اہتمام سے تسلسل سے، سیریز کی شکل میں بیان فرمایا۔حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی ان مخصوص موضوعات پر بیانات سیریز کو اگر موضوع کے لحاظ سے Summarize کریں، تو درج ذیل موضوعات نمایاں ہیں۔

دروس تفسیر، اللہ جل شانہ کی محبت، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تصوف وسلوک اور اس کے اسباق، حکمت، ازدواجی زندگی، تربیتِ اولاد۔ اس کے علاوہ بے شمار علمی موضوعات پر بیان اور کتب تحریر فرمائیں۔

ان بیانات وکتب کی نشرواشاعت میں کلیدی کردار مکتبۃ الفقیر نے ادا کیا جو حضرت جی نور اللہ مرقدہ ہی کا لگایا ہوا پودا ہے۔

تزکیہ وسلوک میں امتیازات

حضرت جی نور اللہ مرقدہ تزکیہ وسلوک میں اس عظیم مینارہ نور کی حیثیت رکھتے تھے جس کی تابناک شعاوں نے ایک عالم کو منور کیا۔ ان گنت ممالک میں پھیلے ہوئے خلفاء، تمام عالم میں پھیلے ہوئے مریدین اس مینارہ نور سے فیض یاب ہونے والے وہ مسترشدین ہیں جو حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی وفات سے روحانی طور پر یتیم ہو گئے۔ تزکیہ وسلوک کے میدان میں جو عالمی حیثیت اور قبولیت اللہ تعالی نے آپ کو اس زمانے میں عنایت فرمائی، وہ اپنی مثال آپ ہے۔

01 - عشقِ الٰہی

عشقِ الٰہی، پیارے حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا خاص امتیاز تھا۔ بات کوئی بھی ہو، وہ پیارے اللہ جل شانہ کی محبت کے زمزمے سناتے۔ صرف سناتے نہیں بلکہ حال سے حال منتقل فرما کر اللہ جل شانہ کے عشق میں سب کو بے حال کر دیتے۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا اللہ تعالی کی محبت کے لحاظ سے یہ کیفیت تھی کہ بس صرف سوہنے اللہ کی باتیں ہو۔

یا تیرا تذکرہ کرے ہر شخص
یا کوئی ہم سے گفتگو نہ کرے

جب اللہ تعالی کی محبت کو بیان فرماتے تو عجیب وجد، کیفیت اور لطف میں ہوتے۔ دو دو تین تین گھنٹے اللہ کی محبت کو بولنا یہ صرف وہی کر سکتا ہے جن کے دل میں اللہ جل شانہ کی محبت کی آگ لگی ہو۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی کتاب ”عشقِ الٰہی“ اور ”میرا دل مچل رہا ہے“ نے بندہ کو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کا دیوانہ کیا۔

بندہ اس وقت رائے ونڈ مرکز میں طالب علم تھا لیکن کیفیات سے خالی تھا۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے محبت بھرے اشعار ”میرا دل مچل رہا ہے“ نے بندہ پر پورا مہینہ حال طاری کر دیا۔ عشقِ الٰہی پڑھی تو ہر لفظ پیارے اللہ جل شانہ کی محبت کو لئے ہوئے عجیب عشق الٰہی کی آگ تھی۔ اسی لئے بندہ نے شروع میں لکھا کہ وہ عشق الٰہی کے معدن تھے جس نے ہزاروں نہیں لاکھوں دلوں میں اللہ جل شانہ کی محبت کی آگ لگا دی۔

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیے لاکھوں
اس قلب میں یااللہ ! کیا آگ بھری ہوگی

عشقِ الٰہی پر اسی نام سے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اردو زبان میں اپنی مثال آپ کتاب ہے۔ اسی طرح اللہ جل شانہ کی محبت کے بیانات ”تمنائے دل“ سے مکتبۃ الفقیر نے شائع کئے۔

02 - عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق بھی حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ میں بے حد و بے انتہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ اقدس کو خوب بیان فرماتے۔ نہ صرف بیان فرماتے بلکہ اس پر مکمل عمل فرماتے۔ اتباعِ سنت میں ہر ہر سنت پر عمل کا خاص خیال فرماتے۔ ایک دفعہ ایک صاحب نے نیلی سیاہی والا قلم آگے کیا تو

فرمایا کہ سیاہ سیاہی استعمال کرنا مستحب ہے۔ جس وقت بیمار ہوئے تو دو احباب کا سہارا لے کر آتے اور فرماتے کہ آقا ﷺ نے بھی مرض الوصال میں دو ہی افراد کا سہارا لیا تھا۔

لباس میں کپڑے کا بنا ہوا بٹن استعمال فرماتے اور قمیص بند چاک والی استعمال فرماتے جو نصف پنڈلی تک ہوتی۔ بند چاک اس لئے استعمال فرماتے کہ جن روایات میں ایک قمیص میں نماز کا تذکرہ ہے تو فرماتے کہ یہ لمبے چاکوں میں تو ممکن نہیں۔ یہ تبھی ممکن ہے کہ چاک بند ہوں اور قمیص گھٹنے سے نیچے ہو۔ لیکن کسی کو کبھی اس کا حکم اور تاکید نہ فرماتے۔ کوئی چاک والی قمیص پہنتا تو اسے بھی درست سمجھتے۔ اسی طرح عمامہ کا اہتمام فرماتے لیکن کئی دفعہ بغیر عمامہ کے بھی ملاقات فرمالیتے تاکہ لوگ اسے لازم نہ سمجھیں بلکہ استحباب پر ہی رکھیں۔

کھانا، پینا لباس، نشست و برخاست سونا حتی کہ تکلم میں بھی اتباعِ سنت کا خاص دھیان رکھتے۔ جیسا کہ آقا ﷺ کی سنت مبارکہ تھی کہ اہم بات کو تین دفعہ ارشاد فرماتے اور آقا ﷺ ٹھہر کر کلام فرماتے۔ سیرتِ مبارکہ پر حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں خصوصی دروس بنام "بیانات سیرت ﷺ، عشق رسول ﷺ، شان مصطفی ﷺ، دروس شمائل النبی ﷺ، پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں" شامل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ سے خاص محبت اور تعلق ہی تھا کہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ خوب کثرت سے زیارت رسول اللہ ﷺ سے شرف یاب ہوئے لیکن حضرت جی نور اللہ مرقدہ اس کو چھپاتے۔ ایک نہیں بیسیوں احباب ہیں جن کو آقا ﷺ کی زیارت ہوئی اور آقا ﷺ نے زائر کو ہمارے حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے لئے سلام بھجوایا۔ مبشرات کی طویل فہرست ہے جو دوسرے احباب کو حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے حوالے سے دیئے گئے لیکن ہمارے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کا

مزاج دین کے کام اور اشاعت کی طرف توجہ کا تھا۔ ان مبشرات کو کبھی خود نہ بیان فرماتے۔ بلکہ مزاج ان کو چھپانے کا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ مبشرات اتنا ہی پھیل جاتے۔

03 - اتباع شریعت

حضرت جی نور اللہ مرقدہ شریعت وطریقت کا مکمل التزام کرنے والے تھے۔خود بھی علمِ دین پڑھا اور اپنے تمام متعلقین کو بھی تلقین فرماتے۔خصوصا خلفاء کو کہ جو عالم نہ ہوتا اسے خاص طور پر فرماتے کہ علمِ دین پڑھیں۔شریعت کے احکام کو مقدم رکھتے۔ جہاں جس بات میں حکم شرعی کو دریافت کرنا ہوتا تو بلا تامل دریافت فرماتے۔ بندہ اس قابل نہیں ایک دو دفعہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے بندہ ناکارہ سے مسئلہ دریافت کیا۔ بندہ ناقص نے عرضِ خدمت کیا تو جزاک اللہ فرمایا۔ بندہ شرم سے پانی پانی ہو گیا کہ آپ تو مرشد ومربی ہیں۔

اتباعِ شریعت کے لحاظ سے مفتیانِ کرام کے کسی بھی مشورے کو مقدم رکھتے خصوصاً حضرت شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم کی رائے اور فتوی کو بہت اہمیت دیتے اور بہت محبت اور ادب سے انکا ذکر کرتے۔طریقت کو ہمیشہ شریعت کے تابع سمجھتے اور اس پر عمل فرماتے۔

بر کفے جامِ شریعت ، بر کفے سندانِ عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام و سندان باختن

مکاشفات کو ہمیشہ ان کے درجے میں رکھتے اور اس معاملے میں حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کا طرز عمل بے حد مثالی اور قابل تعریف تھا۔خود صاحبِ کشف تھے اور کشف کثرت سے ہوتا لیکن کبھی

اپنے کشف کی بنیاد پر کوئی قول ارشاد نہ فرماتے۔ کوئی ساتھی اپنے مکاشفات بیان کرتا تو فرماتے خوابوں کے شہزادے نہ بنیں۔ یہ ایک جملہ ایسا اصلاحی تھا کہ اس کے بعد اگلے دھیان ہی مبشرات سے ہٹ جاتا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب سیدنا یوسف علی نبینا علیہم السلام کے سچے خواب کو پورا ہونے میں ایک عرصہ لگا تو ضروری نہیں کہ جو سچا خواب دیکھا ہو وہ فوراً پورا ہو جائے گا اس لئے اس کی طرف سے دھیان ہی ہٹالو۔ جب پورا ہونا ہوگا اپنے وقت پر پورا ہو جائے گا۔

04 - سلوک و ذکر میں کثرت ذکر

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ اوائل جوانی میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے قلب پر انگلی لگائی جس سے قلب جاری ہو گیا اور ایسا جاری ہوا کہ اس کی حرکت بدن پر واضح محسوس ہوتی۔ اس کے بعد جب حضرت جی نور اللہ مرقدہ، حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تو خوب کثرت سے مراقبہ فرماتے۔ اسی طرح حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کے بعد بھی خوب لمبے مراقبے کرتے۔ مسجد میں اعتکاف فرما کر مسلسل دس دس دن مراقبہ بھی فرمایا جس میں نماز، کھانے پینے اور سونے کے علاوہ مسلسل مراقبہ فرماتے۔ چھ چھ گھنٹے کا مراقبہ تو ایک عرصہ فرمایا۔ نقشبندی اسباق مکمل ہونے کے بعد دوبارہ ان کو حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے دور کروایا۔ ذکر، مراقبہ کو آخری عمر تک فرماتے رہے۔

توجہ اور نسبت

حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی نسبت بہت قوی اور توجہ مبارکہ بہت تیز تھی۔ بیان کے دوران بھی خوب توجہ فرماتے جس کا اثر تھا کہ مجمع خوب روتا اور رجوع الی اللہ خوب کرتا۔ مراقبہ جب

کرواتے تو عجب آہ و فغاں کا منظر ہوتا اور یہ صرف آہ و بکا نہ ہوتی بلکہ لوگ کثرت سے توبہ و تائب ہوتے۔ ہزاروں نہیں لاکھوں لوگوں کی زندگیاں حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی صحبت سے بدلیں۔ ان گنت بچیاں بے دینی سے نکل کر شرعی پردے اور علمِ دین کی طرف آئیں۔ یہی اصل کرامت اور اہل اللہ کی پہچان ہے کہ انکی صحبت میں فکرِ آخرت پیدا ہوتی ہے اور انسان اللہ سے جڑتا ہے۔

05 - اکابر علماء اہل السنت دیوبند سے جنونی محبت

حضرت جی نور اللہ مرقدہ ایک بات اکثر ارشاد فرمایا کرتے کہ: ''فقیر اندھا حنفی، اندھا دیوبندی اور اندھا نقشبندی ہے''۔ اپنے بیانات میں جہاں قرآن و حدیث کو خوب بیان فرماتے وہاں سلف صالحین کے واقعات کے بعد اکابر علماء اہل السنت دیوبند کے واقعات کو بھی خوب بیان فرماتے اور اکابرین کی آراء سے سرِ مُو انحراف نہ کرتے۔

06 - حصول نسبت کے لئے مریدین پر محنت

حضرت جی نور اللہ مرقدہ بیعت ہونے والوں کی تربیت پر خاص توجہ فرماتے۔ جو کوئی بیعت ہونے کے لئے آتا کتنے ہی مصروف کیوں نہ ہوں، اسی وقت اس کو بلا لیتے۔

راقم الحروف 2001 میں رائے ونڈ مرکز کا طالب علم تھا۔ بیعت کے لئے جامعہ زینب، علامہ اقبال ٹاون لاہور حاضر ہوا۔ ساتھ ایک اور طالب علم تھا جو ویسٹ انڈیز سے تھا۔ ہم دونوں حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب عشقِ الٰہی کے اسیر ہوئے تھے۔ بیعت کے لئے جب حاضر ہوا تو اس وقت حضرت جی نور اللہ مرقدہ لکھنے میں مصروف تھے۔ خدام نے ہم سے پوچھا کہ کس لئے آئے ہو؟ مقصد عرض کیا تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف و تالیف کی مصروفیت کے باوجود ہم

دونوں کو بلالیا۔ بندہ کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ہم اجنبی طلباء کو یوں حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی سعادت مل جائے گی۔ اندر داخل ہوئے تو دلفریب میٹھی محبت بھری مسکراہٹ۔ محبت سے پوچھا کیا کرتے ہو بیعت فرمایا۔ قلب پر انگلی لگائی اور رخصت کر دیا۔

جو کوئی بھی بیعت ہونے کے لئے آتا مسکرا کر اخلاق حسنہ کے ساتھ بیعت فرماتے۔ ایک ایک مجلس میں کئی کئی بار بیعت کے لئے لوگ آتے کبھی تنگ نہ ہوتے بلکہ اجتماعات میں عمومی بیعت فرما کر جب اوپر کمرے میں تشریف لے جاتے اور لوگ آکر درخواست کرتے تو اسی طرح مسکرا کر بیعت فرماتے۔حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں چل کر آنے والا بہت قیمتی ہوتا۔ اور اسی طرح جس وقت اجازت و خلافت دی تو ہمیں یہ تلقین فرمائی کہ جو کوئی بھی بیعت کرنے آئے، فوراً بیعت کریں۔

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے سالکین کی تربیت کے لئے بے شمار خصوصی مجالس الگ سے بھی منعقد فرمائیں۔ اس کے علاوہ بے شمار سالکین خانقاہ میں آکر قیام کرتے۔ ایسے مقیمین ہر وقت خانقاہ میں ہوتے۔ جو اللہ جل شانہ کا نام سیکھنے آتے۔حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ ان پر خصوصی توجہ فرماتے۔ پھر بے شمار کتب اسی لئے لکھی کہ سالکین کی تربیت ہو۔ جیسے رہے سلامت تمہاری نسبت، تا بہ منزل دیوانے گئے، مدارج السلوک، مقامات سلوک، تصوف و سلوک، معارف السلوک، سلسلہ نقشبندیہ کے اسباق، مہلک روحانی امراض، نماز کے اسرار و رموز، مکارمِ اخلاق، شرم و حیا، نصیحت بشکل وصیت و دیگر۔

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی ایک کثیر تعداد علماء و طلباء کی تھی اور

یہ بھی صحیح اہل اللہ کی نشانی ہے کہ انکے ارد گرد علماء کی کثرت ہوتی ہے۔ کیونکہ علماء جوہر شناس ہوتے ہیں۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے طلباء کی تربیت کے لئے بھی خصوصی بیانات و کتب تالیف فرمائیں جن میں علمِ نافع، قرآن عظیم الشان، زمانہ طالب علمی کیسے گزاریں، علم کی پیاس، باادب بانصیب اہم ہیں۔

بے شمار میاں بیوی، حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں اپنے مسائل لے کر آتے اور اصلاح کرواتے۔ چنانچہ خانگی امور اور اولاد کی تربیت کے حوالے سے حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی کتب محض کتب اور بیانات نہیں بلکہ عملی مراحل و تجربات کا نچوڑ ہے جس کی مثال اردو زبان میں نہیں ملتی امور خانہ داری میں حسنِ انتظام 600 کتب کا نچوڑ ہے۔ شادی خانہ آبادی، خواتین اسلام، خواتین کے لئے تربیتی بیانات، سکون خانہ، مثالی مرد، مثالی عورت، مثالی ازدواجی زندگی، تربیت اولاد کے سنہری اصول، گھریلو جھگڑوں سے نجات اہم ہیں۔

07 - خلفاء کی کثیر تعداد

حضرت جی نور اللہ مرقدہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت قبولیت عطا فرمائی تھی۔ جہاں کروڑوں کی تعداد میں لوگ بیعت ہوئے وہاں خلفاء کی تعداد بھی سب سے زیادہ ملتی ہے۔ صرف انڈیا میں 66 خلفاء ہیں اور صرف لاہور شہر میں 30 خلفاء ہیں۔ افغانستان، بنگلہ دیش، ملیشیا، امریکا، دبئی، برما، ایران، برطانیہ، کینیڈا، بے شمار ممالک میں حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے تربیت یافتہ خلفاء موجود ہیں۔ ذاتی محتاط اندازے کے مطابق خلفاء کی تعداد سات سو سے زائد ہے۔ اصل تعداد تو معہد الفقیر سے ہی جاری کی جائے گی۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر ہی 500 کے قریب خلفاء موجود تھے اور بہت بڑی تعداد خلفاء کی بعد میں تعزیت کے لئے آئی۔

08 - زندگی میں جانشین مقرر کرنا

حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے اپنی زندگی ہی میں اپنا جانشین حضرت صاحبزادہ مولانا حبیب اللہ احمد نقشبندی دامت برکاتہم کو مقرر کر دیا تھا۔ یہ جانشین اہلیت کی بنیاد پر مقرر فرمایا تھا۔ اولاد کو جانشین بنانے پر بعض لوگ سوال کرتے ہیں حالانکہ اہلیت ہوتے ہوئے جانشین بنانا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔

اللہ جل شانہ کے ہاں سب سے محبوب ہستیاں، انبیاء کرام علیہم السلام کی ہیں اور انبیا کرام علیہم السلام نے اس کو باقاعدہ اللہ جل شانہ سے مانگا ہے کہ نبوت کا جلیل القدر منصب انکی اولاد کو بھی ملے۔ سیدنا ابراہیم کو جس وقت ﴿قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا﴾ [1] کی بشارتِ عظمی ملی، انہوں نے منصبِ نبوت کو اپنی اولاد میں مانگا۔

یہی خواہش سیدنا زکریا علیہ السلام کو ہوئی، جس وقت انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم کے پھل دیکھے تو اپنے لئے اولاد کی دعا، وارث کے طور پر مانگی۔ یہ محض بیٹے کی خواہش نہ تھی بلکہ اس نبوت کی میراث کو سنبھالنے کے لئے وارث کو مانگنا تھا سیدنا داود علیہ السلام کے وارث سیدنا سلیمان علیہ السلام بنے۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ﴾ [2]

”اور سلیمان علیہ السلام، داود علیہ السلام کے وارث ہوئے“۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام ان کے بیٹے تو تھے لیکن مفسرین نے تصریح کی ہے کہ یہاں انکا وارث بننا

① 124 سورہ البقرہ

② سورۃ النمل:16

نسبی لحاظ نہیں بلکہ دینی اور علمی لحاظ سے تھا کیونکہ حضرت داود علیہ السلام کی تمام اولاد میں سے ان کے دینی وارث اور جانشین سیدنا سلیمان علیہ السلام بنے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایسے بے شمار جبالُ العلم ہستیاں گزری ہیں، جن کی اولاد بھی صحابیت کے شرف سے مشرف ہوئی لیکن بقیہ اولاد میں سے کوئی ایک باقی پر فائق ہو کر مقتدا اور مرجع بنے۔ یقینا یہ مرجع بننا تحصیل علم کی وجہ سے تھا لیکن یہاں تحصیلِ علم کے ساتھ پدری علمی میراث اور تربیت کا بھی بڑا دخل تھا۔ بعض وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے کہ ان کی اولاد طبقہ تابعین میں ہوتے ہوئے انکی علمی جانشین بنی۔ ان سب مثالوں میں یقیناان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دیگر شاگرد بھی تھے۔ لیکن والد کی نسبت سے علمی مقام ان کی اولاد میں منتقل ہوا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد خلافتِ وحکومت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ملی لیکن سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا علمی مقام اور اجتہاد کی صلاحیت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بقیہ اولاد میں سب سے فائق تھی۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم کے بیٹے حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح ان کی علمی میراث کے حامل ہوئے۔ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ان سے سب سے اشبہ (علم میں) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم تھے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی اولاد میں ان سے سب سے اشبہ (علم میں) حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ تھے[1]۔ حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے مفتی، مجتہد، محدث تھے اور مدینہ منورہ کے ان سات فقہاء کرام میں شامل تھے جن کے فتوی پر اہلِ مدینہ اعتماد کرتے[2]۔

بے شمار ایسے محدثین گزرے ہیں جن کی اولاد نے بھی تحصیلِ علم کے بعد اپنے آپ کو اس علمی میراث کے تحمل کا اہل بنایا اور اپنے والد کی وفات کے بعد وہ انکی مسندِ علم پر بیٹھے۔ یہاں بھی تحصیلِ

---

① الذھبی، سیر اعلام النبلاء 460/4

② الذھبی، سیر اعلام النبلاء 461/4

علم اور اہلیت کے ساتھ ساتھ یقیناً پدری تعلیم وتربیت کا اہم دخل بھی تھا جو انکے دیگر شاگردوں کو میسر نہ تھی۔ محدثِ جلیل، امام علی بن عبد اللہ بن جعفر، ابن المدینی رحمۃ اللہ علیہ جرح وتعدیل اور علل میں امامت کی حیثیت رکھتے تھے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں ①۔ انکے بعد انکے بیٹے عبد اللہ بن علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ انکے علمی جانشین بنے ②۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹے عبد اللہ بن احمد بن حنبل ③ رحمۃ اللہ علیہ اور صالح بن احمد بن حنبل ④ رحمۃ اللہ علیہ دونوں نہ صرف والد کی علمی میراث کے حامل بنے بلکہ فقہ حنبلی نقل ہی ان سے ہوئی۔ صالح بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بڑے بیٹے تھے اور سب سے زیادہ مسائل انہی سے نقل ہوئے ⑤۔ اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں جن میں اولاد نے علوم دینیہ کو حاصل کیا اور اپنے والد کی علمی اور دینی میراث کو بوجھ اٹھایا۔ مشائخ صوفیاء کرام میں بھی ایسے کئی مشائخ گزرے ہیں جن کی اولاد ان کے بعد ان کی جانشین بنی۔ البتہ یہ جانشین بننے کا شرف اس لئے نہیں تھا کہ وہ انکے بیٹے تھے، بلکہ یہ جانشین بننا بیٹا ہونے کے ساتھ ساتھ اہلیت اور قابلیت کی بنیاد پر تھا۔ قطب الاقطاب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کی مسند دعوت وارشاد انکے بیٹے شیخ عبد الرزاق بن عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے سنبھالی جو انہی کی طرح عالم، محدث اور فقیہ بھی تھے ⑥۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کے جانشین ان کے فرزند ارجمند خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ بنے، جو عالم بھی تھے ⑦۔ اسی کی

---

① الذھبی، سیر اعلام النبلاء 42/11 ② المزی، جمال الدین۔ تھذیب الکمال 21/8

③ ابن ابی یعلی، ابوالحسین۔طبقات الحنابلہ۔ 480/1 ④ ابن ابی یعلی، ابوالحسین۔طبقات الحنابلہ۔ 462/1

⑤ ابن ابی یعلی، ابوالحسین۔طبقات الحنابلہ۔ 463/1

⑥ ذھبی، شمس الدین سیر اعلام النبلا 12/16

⑦ عبدالحیٔ، نزھۃ الخواطر 585/5

کئی مثالیں اکابریں اہل السنت والجماعت دیوبند سے بھی ہیں۔ اصل مدار اہلیت ہے۔ اہلیت ہوتو اولاد کا جانشین بننا بالکل درست ہے۔

ہمارے حضرت جی نوراللہ مرقدہ کی خصوصیات ہر دو صاحبزادگان میں منتقل ہوئیں۔ دونوں نے نا صرف درسِ نظامی کیا بلکہ دنیاوی علوم کو بھی حاصل کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت جی نوراللہ مرقدہ کی خصوصی تربیت وتوجہات۔ چنانچہ حضرت جی نوراللہ مرقدہ نے خود اپنی دستار ِمبارک اتار کر حضرت صاحبزادہ مولانا حبیب اللہ احمد نقشبندی دامت برکاتہم کے سر پر رکھی اور وہ یقینا اس کے اہل تھے۔ اللہ تعالی نے ہمارے حضرت جی نوراللہ مرقدہ کی نسبت بمع کمالات کے ان میں منتقل فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت جی نوراللہ مرقدہ کی دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد خلفاء، علماء، طلباء کا عمومی رجوع حضرت خواجہ مولانا حبیب اللہ احمد دامت برکاتہم کی طرف ہوا۔ چنانچہ تدفین سے فراغت کے بعد خلفاء کی بڑی تعداد نے حضرت صاحبزادہ مولانا حبیب اللہ احمد دامت برکاتہم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تاحال حضرت خواجہ مولانا حبیب اللہ احمد دامت برکاتہم ملکی دوروں پر مسلسل ہیں اور حضرت جی نوراللہ مرقدہ کی طرح اصلاح وارشاد میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔

09 - حضرت جی نوراللہ مرقدہ کا کتابی اور علمی فیض

جیسا کہ ماقبل میں لکھا کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ مجمع البحرین تھے۔ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر کے بادشاہ تھے۔ خوب تصنیف فرمائی۔ یہ نسبت ہمارے حضرت جی نوراللہ مرقدہ میں خوب منتقل ہوئی۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات کی تعداد 95 ہے۔ جن میں 48 جلدوں کے خطبات فقیر، 10 جلدوں کی مجالس فقیر جیسی کتب بھی ہیں۔ اگر جلدوں کو شمار کریں تو کل 65

تالیفات کی 128 جلدیں بنتی ہیں۔ یہ کتب تفسیر، سیرت، فقہ اور اصول فقہ، بلاغت، تصوف وسلوک، معاشرت، اصلاح و ارشاد، خانگی امور کی اصلاح، تربیت اولاد و تربیت ازواج، تربیت سالکین، تربیت علماء وطلباء، اخلاق، سوانح نگاری کے اہم موضوعات پر مشتمل ہیں۔ یہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا وہ فیض ہے جس نے لاکھوں لوگوں کو مستفید کیا اور ان شاء اللہ تاقیامت اہل ایمان مستفید ہوتے رہیں گے۔

سانحہ وفات

22 جمادی الثانی جو کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یوم وفات ہے، اسی دن حضرت جی نور اللہ مرقدہ اللہ جل شانہ سے ملاقات کے لئے اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔

ان الفاظ کو لکھتے ہوئے بھی یقین نہیں آتا کہ ہمارے پیارے شیخ ہمارے سردار ہمارے غمگسار وہ عطا شعار، وہ باوفا، ذی قدر ہم میں اب نہیں رہے۔ وہ 14 دسمبر، 2025 کی کیسی المناک گھڑی تھی۔ لیکن ہمارے حضرت جی نور اللہ مرقدہ کو بھی منجانب اللہ اس کا اندازہ ہو گیا تھا۔ چند دن قبل فرمایا تھا کہ میرے پاس وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ وفات والے دن فجر کے بعد بظاہر سب کچھ بہتر تھا۔ وفات سے پہلے حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے حضرت صاحبزادہ مولانا حبیب اللہ دامت برکاتہم کا دریافت فرمایا۔

مولانا ذیشان مدظلہ خدمت میں تھے، انہوں نے عرض کی کہ ابھی باہر تشریف لے گئے ہیں۔ پھر تحفیظ کے طلباء اور خانقاہ کے مقیمین کو دعا کا کہا پھر سب کو جزاک اللہ کہا دائیں کروٹ لی، دو دفعہ با آواز بلند کلمہ پڑھا، ماتھے پر پسینہ آیا اور جان، محبوب حقیقی کے سپرد کر دی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

یقیناً ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے۔ میرے سوہنے رب کا فیصلہ۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَأَوْسِعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ

بندہ جب ماتھے پر بوسہ دینے کے لئے جھکا تو حضرت جی نور اللہ مرقدہ کا جسد مبارک اسی طرح نرم تھا جیسے کسی زندہ کا ہوتا ہے حالانکہ وفات کو اس وقت 21 گھنٹے گزر چکے تھے۔ ان کے جنازے میں تاخیر کی وجہ شدید ترین دھند بنی۔ جنازہ بلاشبہ تاریخی تھا۔ مجمع کئی لاکھوں میں تھا۔ تین کلو میٹر تک کا علاقہ سب کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ معہد الفقیر کا وسیع و عریض رقبہ اور باہر ٹوبہ روڈ تک صفیں تھیں۔ یہ سب عشاق اپنے اس محبوب کو الوداع کہنے آئے تھے جن کی صحبت نے ان کی زندگیاں بدل ڈالیں۔ لاکھوں لوگوں کی زندگیاں دین کی طرف بدلنے والے قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ، ہم میں نہیں رہے۔

حضرت جی نور اللہ مرقدہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے دیدہ ور تھے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اب ان جیسا کہاں سے لائیں۔

کہاں سے لائیں اب "ان" کو جو ہمکنار کریں
تسلی کیا تری او جانِ بے قرار کریں

وہ لاکھوں دلوں کے فاتح زمانہ تھے آہ! وہ اب ہم میں نہیں رہے۔

سنے کون قصہ دردِ دل میرا غمگسار چلا گیا
جسے آشناؤں کا پاس تھا ، وہ وفا شعار چلا گیا

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے ، وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس میرے چاند کی ، جو تہہ مزار چلا گیا

وہ سخن شناس وہ دور بیں ، وہ گدا نواز وہ مہ جبیں
وہ حسیں وہ بحر علوم دیں ، میرا تاجدار چلا گیا

کہاں اب سخن میں وہ گرمیاں کہ نہیں رہا کوئی قدرداں
کہاں اب وہ شوق میں مستیاں کہ وہ پروقار چلا گیا

جسے میں سناتا تھا دردِ دل وہ جو پوچھتا تھا غمِ دروں
وہ گدا نواز بچھڑ گیا ، وہ عطا شعار چلا گیا

بہیں کیوں نصیر نہ اشکِ غم ، رہے کیوں نہ لب پر میرے فغاں
ہمیں بے قرار وہ چھوڑ کر سر راہ گزار چلا گیا

مصنف کا مختصر تعارف

نام:

مفتی حماد فضل

تاریخ پیدائش:

اپریل 1982

رہائش:

ڈیفینس، لاہور

دینی تعلیم:

درس نظامی: (مدرسہ عربیہ رائے ونڈ مرکز، جامعہ منظور، جامعہ اشرفیہ، جامعہ مدنیہ (2000-2009))

تخصص وتمرین فتوی:

مفتی زکریا دامت برکاتہم جامعہ اشرفیہ لاہور

اجازت وخلافت:

حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی نور اللہ مرقدہ (2010)

علوم الحدیث میں خصوصی تعلم:

شیخ حید رحسن وائلی دامت برکاتہم (یمن)

عصری تعلیم:

Matric:

Garrison Academy Lahore

FSC(Pre Eng):

PAF Collage Lahore

BA:

Punjab University

MA.Islamiat:

Punjab University

MS.Islamic Banking and Finance:

UMT L ahore

CSAA:

AAOIFI Bahrain Certification and Dipoloma in Hypnosis, Mind Sciences, NLP

تدریس ومناصب:

مہتمم جامعہ طہٰ: 2010 تاحال

پرنسپل: دار النور اکیڈمی (برائے پروفیشنلز)

2005 سے تدریسِ کتب تاحال

2012 سے فتوی نویسی سے وابستگی تاحال

2016 سے سالانہ دورہ فقہ وعلوم الحدیث کا انعقاد

مفتی دار الافتاء جامعہ طہٰ

صدر مفتی دار الافتاء ای معہد

شریعہ ایڈوائزر: BQM

ریسرچ آرٹیکل رائٹر:

IEQ Canada

CEO (سی ای او): مکتبہ الاسلام (اردو میں اسلامی کتب کی سب سے بڑی ایپ)

کتب و تصانیف

تفسیر ہمارا تذکرہ قرآن میں (زیر تالیف) 30 جلدیں

01 - فتاوی حمادیہ (غیر مطبوعہ)

02 - مصباح النحو (غیر مطبوعہ)

03 - مصباح الصرف (غیر مطبوعہ)

04 - تدریب الاصول (غیر مطبوعہ)

05 - آسان قرآنی گرائمر (غیر مطبوعہ)

06 - بیعت کی شرعی حیثیت (مطبوعہ)

07 - روح کی حقیقت (مطبوعہ)

08 - محبت ایک امانت ہے (مطبوعہ)

09 - علامات قیامت اور ظہور امام مہدی (مطبوعہ)

10 - شیطان کے نورانی جال (غیر مطبوعہ)

11 - خلاصہ علم الصیغہ (غیر مطبوعہ)

12 - آسان فہم منطق (غیر مطبوعہ)

اصلاحی مجلس:

ہر جمعرات کو بعد نماز عشاء۔ ڈیوائن گارڈن لاہور

برائے رابطہ: 0302 84 84 434

muftihammad@gmail.com